بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

REGD. No. L.5254

فون نمبر ۹۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

یوم سہ شنبہ

۱۸ ذوالحجہ ۱۳۷۹ھ

فی پرچہ ۱۰/

جلد ۴۹/۱۴ ۔ ۱۴ احسان ۱۳۳۹ ہش ۔ ۱۴ جون ۱۹۶۰ء ۔ نمبر ۱۳۳

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب۔ ربوہ —

ربوہ ۱۳؍جون بوقت سوا نو بجے صبح

کل حضور کی طبیعت نسبتاً بہتر رہی۔ رات نیند آ گئی تھی۔ اس وقت طبیعت اچھی ہے۔

احباب جماعت از دیاد الحاح سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے اور صحت والی اور کام والی لمبی عمر عطا کرے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

اہل کشمیر کو اپنے مستقبل کا آپ فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے

اس مسئلہ کو حل کرنے کا یہی سب سے اچھا طریق ہے۔ وزیر اعظم لبنان کا بیان

بیروت ۱۳؍جون۔ لبنان کے وزیر اعظم جناب احمد داؤد نے کہا ہے کہ کشمیر کا مسئلہ حل کرنے کا سب سے اچھا طریق یہ ہے کہ اہل کشمیر کو اپنے مستقبل کا آپ فیصلہ کرنے کا حق دیا جائے۔ جناب احمد داؤد نے یہ بات ایک پاکستانی خبر رساں ایجنسی کے نمائندے کو بیان دیتے ہوئے کہی۔ آپ نے کہا میں ایسے معاملات میں روس یا امریکہ کی مداخلت کے خلاف ہوں۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں معاملات سلجھنے کی بجائے اور زیادہ الجھ جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا پاکستان اور ہندوستان کی حکومتوں کو اس مسئلہ کا حل تلاش کرنے کا تہیہ کر کے باہم اسے طے کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ بات انہوں نے خاص طور پر زور دے کر کہی کہ ان کا ملک پاکستان کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات قائم کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ دونوں ملکوں کے درمیان ثقافتی اور تجارتی سمجھوتے کی بات چیت ہو رہی ہے۔ اس کے نتیجہ میں دونوں ایک دوسرے کے اور زیادہ قریب آ جائیں گے۔ جناب احمد داؤد نے اس خیال کا بھی اظہار کیا کہ اقوام متحدہ کی مستقل فوج ہونی چاہیئے جس سے وقت آنے پر کام لیا جا سکے۔ انہوں نے کہا اگر کوئی ملک بین الاقوامی فوج کی مداخلت نہ بھی چاہتا ہو۔ اس صورت میں بھی اقوام متحدہ مداخلت کر سکتی ہے۔ کیونکہ وہ اقوام عالم کی مشترکہ تنظیم ہے۔

دہلی میں اکالیوں اور پولیس کے درمیان گھمسان کی لڑائی

ایک سو اکالی اور پولیس کے ۸۰ سپاہی زخمی ہوئے۔

دہلی ۱۳؍جون۔ کل تیسرے پہر پولیس نے گوردوارہ سیس گنج کے باہر اکالیوں کے ایک جلوس کو منتشر کرنے کے لئے آنسو گیس کے بم پھینکے اور بعد میں لاٹھی چارج کیا۔ جس کی وجہ سے پولیس اور اکالیوں کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئیں۔ ان جھڑپوں میں پولیس کے قریباً ۸۰ سپاہی اور ایک سو اکالی زخمی ہوئے۔ اکالیوں کا کہنا ہے کہ ان کے دو آدمی ہلاک ہوئے ہیں۔ لیکن پولیس نے اس کی تردید کی ہے۔ زخمی ہونے والوں میں پولیس کے دو سپرنٹنڈنٹ بھی شامل ہیں۔ اکالیوں نے یہ جلوس حکومت کی طرف سے عائد کردہ پابندی کے باوجود پنجابی صوبہ کے حق میں نکالا تھا۔ پولیس اور اکالیوں میں جھڑپ شہر کے مین بیچ میں ہوئی۔ پولیس نے قریباً ۷۰۰ اکالیوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ عام جھڑپ کے بعد اکالیوں نے شہر کی کوتوالی پر بھی ہلہ بول دیا تھا۔ پولیس نے گوردوارہ کو بند کر دیا ہے۔

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی صحت

لاہور ۱۳؍جون۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی صحت کے متعلق لاہور سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ ریڑھ کی ہڈی کی تکلیف کے ساتھ اب کچھ اعصابی تکلیف بھی شروع ہو گئی ہے۔ بعض اوقات رات کو نیند نہیں آتی۔ ڈاکٹری مشورہ کے تحت اب آپ نے چھڑی کے سہارے کچھ چلنا شروع کر دیا ہے۔ احباب دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین

مجلس مذاکرہ علمیہ کا ماہانہ اجلاس

مورخہ ۱۴؍جون بروز منگل شام ۶ بجے مجلس مذاکرہ علمیہ کا ماہانہ اجلاس جامعہ احمدیہ کے ہال میں منعقد ہوگا۔ اس اجلاس میں مکرم منیر الدین صاحب یحییٰ افضل "اسلامی نظریہ زیارت" کے موضوع پر ایک تحقیقی مقالہ پیش فرمائیں گے۔ اہل علم حضرات سے شمولیت کی درخواست ہے۔

(نائب صدر مجلس مذاکرہ علمیہ جامعہ احمدیہ)

ترکیہ کے نئے سفیر کا اعتماد نامہ

مری ۱۳؍جون۔ کل ترکیہ کے نئے سفیر طٰہٰ کریم نے اپنا اعتماد نامہ صدر محمد ایوب خاں کو پیش کر دیا۔ بعد میں سفیر نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ مجھے پاکستان آ کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ پاکستان نہ صرف برادر ملک ہے بلکہ اسے دنیا کے اس علاقے میں بہت اہمیت بھی حاصل ہے۔ مجھے ترکیہ سے روانہ ہوتے وقت توقع تھی کہ پاکستان میں میرا برادرانہ خیر مقدم کیا جائے گا۔ چنانچہ پاکستان آ کر میری توقع پوری ہو گئی۔

صدر آئزن ہاور آج الاسکا سے فلپائن روانہ ہو رہے ہیں

واشنگٹن ۱۳؍جون۔ صدر آئزن ہاور مشرق بعید کے دورے کے سلسلہ میں کل واشنگٹن سے الاسکا پہنچے۔ جہاں ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ وہاں سے آج آپ فلپائن روانہ ہو رہے ہیں۔ فلپائن سے آپ فارموسا جاپان اور جنوبی کوریا جائیں گے (مفصل خبر صفحہ ۸ پر)

— پراگ ۱۳؍جون۔ کل چیکوسلواکیہ میں عام انتخابات شروع ہو گئے۔ سارے امیدوار صرف کمیونسٹ پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔

امریکہ سے حاصل ہونے والا خام مال

راولپنڈی ۱۳؍جون۔ پاکستان کی مختلف صنعتوں کو جس قسم کے خام مال کی ضرورت ہے اس کی ایک فہرست تیار کر لی گئی ہے۔ جسے جلد ہی امریکہ بھیجا جائے گا۔ اس کا انکشاف مسٹر حفیظ الرحمٰن وزیر تجارت پاکستان نے ایک ٭ انٹرویو میں کیا۔ وزیر تجارت نے بتایا کہ اس فہرست کا تعلق امریکہ کی اس ایک کروڑ ڈالر کی نئی امداد سے ہے جو امریکہ کی طرف سے پاکستان کو خام مال کی شکل میں دی جا رہی ہے۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

ہمارا فرض

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آنحضرت صلعم کی امت کے متعلق فرماتا ہے:۔

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر۔

(آل عمران آیۃ ۱۱۱)

یعنی تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی خیر خواہی کے لئے کھڑی کی گئی ہے تاکہ تم ان کو نیکی سکھاؤ۔ اور بدی سے روکو۔

امت محمدیہ میں ہر وہ شخص شامل ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہے۔ یہاں کسی خاص گروہ یا کسی خاص فرد کی تخصیص نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہدایت امت محمدیہ کے ہر فرد کے لئے یکساں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ امت محمدیہ کا ہر فرد لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی ہدایت کی طرف بلانے کے لئے کھڑا ہوا ہے۔ اگر وہ اپنا یہ فرض ادا نہیں کرتا تو وہ اس امانت میں جو اسکو سونپی گئی ہے۔ خیانت کرنے کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس آیہ کریمہ کے مطابق امت محمدیہ کا ہر فرد مکلف کیا گیا ہے کہ وہ کلمۃ الحق کا اعلا کرے۔

الغرض ہر مسلمان کو واجب ہے کہ اپنی توفیق اپنے علم اور اپنی ہمت کے مطابق اسلام کی تبلیغ میں حصہ لے۔

یہ حکم تو اجتماعی ہے۔ اسمیں امت محمدیہ کے کھڑے ہونے کی غرض اور مقصد کو واضح کیا گیا ہے۔ یعنی امت محمدیہ بحیثیت مجموعی دنیا کی اصلاح کے لئے نکلی ہے۔ ظاہر ہے کہ جو امت مجموعی طور پر اصلاح خلق کے لئے کھڑی کی گئی ہے۔ اس کا ہر فرد تبلیغ کے لئے چوکس اور چوبند ہونا چاہیئے یہی بات اللہ تعالیٰ نے ایک اور پیرائے یعنی دعا کے طور پر ہمیں بتائی ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

ربنا هب لنا من ازواجنا وذريتنا قرة اعين واجعلنا للمتقين اماماً۔

(سورہ فرقان آیۃ ۷۵)

یعنی اے خدا ہماری ازواج اور اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا اور ہم کو متقین کا امام بنا۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے ہم کو مجموعی طور پر نیکی کا نمونہ بننے کی دعا کی صورت میں ہدایت فرمائی ہے۔ دعا کے انداز میں یہ ہدایت نہایت پیاری معلوم ہوتی ہے۔ اس آیہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی انفرادی حیثیت میں نیکی کا نمونہ بننے کی تلقین فرمائی ہے اور اس کا آغاز ہر ایک کو اپنے خاندان سے کرنے کی ہدایت دی ہے۔

اس طرح ایک مسلمان اپنے کنبہ سے لیکر اپنی قوم سے بڑھ کر تمام اقوام عالم کے لئے ایک مبلغ ہونا چاہیئے۔ یہ نہیں کہ بس کلمہ پڑھ لیا اور خود اعمال صالحہ بجالائے اور سمجھ لیا کہ ہم نے فلاح پالی۔ بلکہ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ نہ صرف دوسروں کے لئے نمونہ ہے بلکہ وہ عملی طور پر دوسروں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تعلیمات کی طرف دعوت دے۔

ہر مسلمان پر بحیثیت مجموعی یہ عام فرض عاید ہوتا ہے۔ وہ ایک ایسی امت کا فرد ہے جو آیہ محولہ بالا کی رو سے دنیا کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص طور پر کھڑی ہوئی ہے۔ اس لئے عام طور پر اس کا ہر فرد مکلف ہے کہ وہ دعوت و تبلیغ میں حصہ لے۔

اس آیت سے چند آیات پہلے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر واولئك هم المفلحون

(آل عمران آیت ۱۰۵)

یعنی تم میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیئے جو نیکی کی طرف بلائے اور نیکی کی تلقین کرے اور بدی سے روکے۔ اور یہ لوگ ہی فلاح یافتہ ہیں۔

اس آیہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ امت محمدیہ پر جو تبلیغ و اشاعت دین کا بحیثیت مجموعی عام فرض عاید ہوتا ہے وہ ایک خاص گروہ یا جماعت کے سپرد ہو گیا ہے اور دوسروں کے سر سے یہ بوجھ اتر گیا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ جہاں ہر مومن کا انفرادی اور اجتماعی لحاظ سے فرض ہے کہ وہ حتی الوسع تبلیغ و اشاعت میں حصہ لے وہاں مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت بھی ہونی چاہیئے جسکی خاص طور پر اسی کام کے لئے تربیت کی جائے۔

اسلام کی تاریخ سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں یہ دونوں سلسلے ایک حد تک ساتھ ساتھ چلے آئے ہیں۔ مگر امتداد زمانہ کے ساتھ عام مسلمان زیادہ تر دنیاوی معاملات میں الجھ گئے اور اہل علم حضرات غیر ضروری مباحث میں مصروف ہو گئے۔ اس طرح اسلام کی صحیح تبلیغ و اشاعت میں روکاوٹیں پیدا ہو گئیں

اس لئے ضروری تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق موجودہ زمانہ میں مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کرتا جو از سر نو اللہ تعالیٰ کی مندرجہ بالا ہدایت کو جاری کرتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اس غرض کے لئے مبعوث کیا ہے۔ اور اسی غرض کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپؑ نے جماعت احمدیہ کھڑی کی ہے کہ وہ اشاعت دین کی رو کو جو رک گئی ہے پھر جاری کرے اور اب، جماعت احمدیہ کا ہر فرد ان آیات اللہ کے مطابق مکلف ہے کہ وہ اس سلسلہ کو چلائے اور وہ کام سرانجام دے جو ہر مسلمان فرد پر اللہ تعالیٰ نے عاید کیا ہے۔

چاہیئے تو تھا کہ ہر مسلمان کہلانے والا ہر کلمہ گو ہر فرد امت اس کام کو سرانجام دیتا۔ لیکن چونکہ عام طور پر اس کام کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اس لئے اب جماعت احمدیہ ہی ان آیات کی خاص طور پر مخاطب ہے۔

اور ہر احمدی کا دعوےٰ بھی یہی ہے کہ وہ اس زمانہ میں تبلیغ و اشاعت دین کے لئے خاص طور پر کھڑا کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ ہر احمدی اپنے اس فرض کو پہچانتا ہے اور جانتا ہے کہ اس زمانہ میں تبلیغ و اشاعت دین کا بوجھ اسی کے کندھوں پر ڈالا گیا ہے اور وہ اس میں کوتاہی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ ہر فرد جماعت اپنے اس فرض کو حتی الوسع ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے فضل سے سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق بھی عطا فرمائی ہے کہ وہ آیہ ولتکن منکم امۃ کے مطابق بھی خاص طور پر مبلغین کی تربیت و تعلیم ہو رہی ہے اور جماعت کے مبلغین دنیا کے تمام کناروں پر باری تعالیٰ کی توحید اور رسالت محمدیہ کا پرچم لہرا رہے ہیں۔ تاہم ابھی ترقی کی بہت سی گنجائش موجود ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی پوری پوری تعمیل کر سکیں۔ اسلئے ہر احمدی کو چاہیئے کہ ہر رات کو سوتے وقت وہ اپنے دل سے یہ سوال کرے کہ

"کیا میں نے آج اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کی ہے اور اپنا فرض ادا کیا ہے"؟

ھو الموجود

رہِ حیات سے گذرے ہیں یوں بھی اہلِ شہود
قدم قدم پہ دعائیں قدم قدم پہ سجود

خدا سے مانگ اگر شوق ہے ولایت کا
گلیمِ فقر سے پہلے جبینِ خاک آلود

طلسم خانۂ مغرب میں کھو گئی دنیا
نہ اب وہ عشقِ محمدؐ نہ اب وہ ذوقِ درود۔

دلیلِ ہستیٔ یزداں نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ مہر و مہ یہ ستارے یہ آسمانِ کبود

کچھ اس نیاز سے رکھا رہِ وفا میں قدم
لپٹ گئی میرے دامن سے منزلِ مقصود

کہاں کہاں نہ ملے ہم کو عاشقانِ ازل
کہاں کہاں نہ چھڑا نغمۂ ھو الموجود

نہ دے تو اسکی عنایت جو دے تو اس کا کرم
بشرطِ خلد نہیں طاعتِ خدائے ودود

ہزار جانِ مبشرؔ فدائے ساقی باد
کہ قفلِ رازِ دو عالم بیک کرشمہ کشود

(کنور بشیر احمد دہلوی)

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۴ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں صیغۂ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

فرمایا:۔

آج جس وقت میں مسجد میں داخل ہوا تو ایک بات سنکر میرے دل میں جو خیال پیدا ہوا۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے بیان کر دوں۔

انسانی فطرتیں

جہاں بعض باتوں میں ایک دوسرے سے اشتراک رکھتی ہیں۔ وہاں بعض باتوں میں ان کے اندر ایک دوسرے سے اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ بعض آدمی ایسے نرم طبیعت ہوتے ہیں کہ ان کے اندر کسی قسم کی سختی نہیں پائی جاتی۔ بلکہ اگر ان پر کوئی سختی بھی کرے۔ تو وہ آگے سے جھکتے چلے جاتے ہیں۔ پھر بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں۔ جو کسی بات میں نرم ہوتے ہیں۔ اور کسی بات میں ان کے اندر سختی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ بعض کے سامنے نرم ہوتے ہیں۔ اور بعض کے سامنے جوش دکھاتے ہیں۔ مثلاً کسی امیر آدمی کے سامنے تو نرم ہوتے ہیں۔ مگر غریب اور چھوٹے آدمی کے ساتھ سختی سے پیش آتے ہیں۔ اور بعض آدمی ایسی طبیعت کے ہوتے ہیں۔ کہ چھوٹے اور غریب آدمی سے بات کریں تو نرم ہوتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی بڑا آدمی ان پر سختی کرے۔ تو وہ بھی آگے سے مقابلہ کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے بچپن میں

اس کی ایک مثال

دیکھی ہے۔ یہاں ایک شخص ابوسعید صاحب عرب ہوا کرتے تھے۔ دراصل تھے وہ برما کے رہنے والے لیکن چونکہ وہ عرب میں رہ آئے تھے اور حج بھی کیا تھا۔ اس لئے یہاں آکر انہوں نے اپنے نام کے ساتھ عرب لکھنا شروع کر دیا۔ اور بعد میں پھر وہ اسی نام کے ساتھ مشہور ہو گئے کسی سیاسی وجہ سے کچھ دیر وہ قسطنطنیہ میں قید بھی رہے۔ اچھے تاجر آدمی تھے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر قادیان آ گئے تھے اور بڑے اخلاص کے ساتھ احمدی ہوئے تھے۔ مگر افسوس کہ وہ اخلاص لیکر یہاں سے نکلے نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کسی مقدمہ کے سلسلہ میں گورداسپور تشریف فرما تھے۔ اور خواجہ کمال الدین صاحب بھی آپ کے ساتھ تھے۔ یہ دیکھ کر کہ خواجہ صاحب بہت اخلاص سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کرتے ہیں۔ ابوسعید صاحب خواجہ صاحب کی اس طرح خدمت کیا کرتے تھے۔ جس طرح نوکر کرتا ہے۔ یہاں تک کہ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ بعض دفعہ ان کے پاخانہ کا پاٹ بھی صاف کر دیا کرتے تھے۔ حالانکہ خود اچھے آسودہ حال آدمی تھے۔ لیکن اس اخلاص کی وجہ سے کہ خواجہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کرتے ہیں۔ اس نے خواجہ صاحب کی خدمت گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت

خدا تعالیٰ کی خوشنودی

کا موجب ہے۔ وہ ان کی خدمت کیا کرتے تھے۔ جس مکان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے تھے۔ وہ چونکہ تنگ تھا۔ اس لئے مکان کے سامنے کھلی جگہ میں چٹائیاں بچھا دی جاتیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں بیٹھ کر دوستوں سے گفتگو فرمایا کرتے۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ خواجہ صاحب آ گئے۔ اس وقت چٹائیوں پر کوئی بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی۔ اور پاس ہی تھوڑے سے فاصلہ پر اور چٹائیاں پڑی ہوئی تھیں۔ جب کوئی بعد میں آتا تو وہاں سے چٹائی اٹھا کر ڈال لیتا اور بیٹھ جاتا۔ اس دن اور لوگ پہلے سے آکر بیٹھے ہوئے تھے۔ خواجہ صاحب جب آئے تو چٹائیوں پر بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی۔ انہوں نے

ابوسعید صاحب عرب

سے کہا کہ ذرا وہ چٹائی لا کر بچھا دیں۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ عرب صاحب کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ اور بڑی سختی سے انہیں کہنے لگے کہ میں تمہارے باپ کا نوکر ہوں۔ خود کیوں نہیں اٹھا لیتے۔ پھر اسی جوش میں انہوں نے کہا۔ خواجہ صاحب وہ اور بات ہے۔ کہ میں آپ کی خدمت کرتا ہوں وہ خدمت میں آپ کے حکم سے نہیں کرتا بلکہ اپنے شوق سے کرتا ہوں۔ حکم کو میں برداشت نہیں کر سکتا۔ چنانچہ خواجہ صاحب نے خود چٹائی لاکر بچھا لی۔ غرض

بعض فطرتیں ایسی ہوتی ہیں

کہ محبت پیار اور دلجوئی سے جو چاہیں ان سے کام لیا جائے۔ لیکن اگر سختی کریں۔ تو وہ کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتیں۔ اور بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں۔ کہ وہ اخلاص کے ہوتے ہوئے بھی بعض کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتیں۔ ہمارے گھر میں بالعموم احمدی عورتیں ہی خادمات کے کام کرتی ہیں۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ میں بیمار تھا۔ ایسا بیمار کہ چارپائی سے بھی ہل نہیں سکتا تھا۔ گھر والے چارپائی کے ساتھ ہی پاٹ لگا دیتے تھے۔ ایک دفعہ میری بیوی نے ایک خادمہ کو پاٹ اٹھانے کے لئے کہا۔ تو اس خادمہ کے چہرہ پر ملال آ گیا۔ جسے دیکھ کر میری بیوی نے خود ہی پاٹ اٹھا لیا۔ یہ دیکھ کر وہ خادمہ ان سے پاٹ لینے کے لئے دوڑی۔ مگر پہلے اس کے

چہرہ پر ملال کے آثار

پیدا ہو گئے تھے۔

پس انسانی فطرتیں مختلف ہوتی ہیں۔ اور مختلف کیفیتوں میں مختلف آثار ظاہر کرتی ہیں۔ بعض فطرتیں ایسی ہوتی ہیں کہ سوائے دینی باتوں کے انہیں کسی بات پر غصہ آتا ہی نہیں۔ اور باقی باتوں میں خواہ ان پر کوئی کتنی سختی کرے۔ وہ خاموش رہتے ہیں۔ اور اس سختی کو برداشت کرتے رہیں۔ لیکن جہاں خدا اور اس کے رسول کی

ہتک کا سوال

آ جائے وہ جلال میں آ جاتے ہیں۔ اور نہایت سختی سے پیش آتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دوسری باتوں میں بہت نرم تھے۔ اور دوسروں کی طرف سے سختی ہونے پر بھی خاموش رہتے تھے۔ گھر میں بھی بعض دفعہ حضرت والدہ صاحبہ کہہ دیا کرتی تھیں کہ فلاں کام یوں ہونا چاہیئے اور فلاں کام یوں ہونا چاہیئے مگر آپ کے چہرہ پر ملال آتا ہی نہیں تھا۔ لیکن جہاں دینی غیرت کا سوال آ جاتا۔ آپ کسی قسم کی بات برداشت نہیں کرتے تھے۔ میں نے پہلے بھی کئی دفعہ

مبارک احمد مرحوم کا واقعہ

سنایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے ایک غلطی پر تھپڑ مارا اس وقت بھی اس جگہ کا نظارہ میرے سامنے ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ٹہل رہے تھے۔ اور اس جگہ کا نظارہ بھی میرے سامنے ہے جہاں حضرت ام المومنین بیٹھی ہوئی قرآن مجید پڑھ رہی تھیں۔ اور مبارک احمد ان کے پاس بیٹھا کوئی چیز مانگ رہا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیت الفکر کے ساتھ ملحقہ دالان میں ٹہل رہے تھے۔ بالعموم آپ کی عادت تھی۔ کہ کمرہ میں ٹہلتے ٹہلتے مضمون لکھا کرتے تھے۔ دونوں طرف دوات رکھ لیتے تھے۔ ایک طرف جاتے تو وہاں سے قلم کو سیاہی لگا لیتے اور دوسری طرف جاتے تو وہاں سے سیاہی لگا لیتے۔ اس دن بھی آپ اسی طرح ٹہل رہے تھے۔ اور

حضرت ام المومنین

ایک طرف قرآن مجید پڑھ رہی تھیں۔ اور مبارک احمد ان کے پاس بیٹھا کوئی چیز مانگ رہا تھا۔ پہلے تو ایک دو مرتبہ کہنے پر حضرت ام المومنین نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ مگر جب اس نے اصرار کیا۔ کہ پہلے مجھے فلاں چیز دے لو۔ تو اماں جان فرمانے لگیں ٹھہر جا۔ قرآن مجید پڑھ لوں۔ پھر دیتی ہوں۔ وہ بچہ تھا۔ اس وقت چار سال یا ساڑھے تین سال کی اس کی عمر تھی۔ اس کو

قرآن مجید کے احترام

کا کیا علم تھا۔ اس نے پڑھ

اس نے بڑھ کر قرآن مجید بند کر کے پرے ہٹا دیا کہ اسکو چھوڑ دو اور پہلے مجھے فلاں چیز دو۔ اتفاقاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ٹہلتے ٹہلتے اس وقت اسی طرف منہ تھا۔ آپؑ نے یہ واقعہ دیکھ لیا۔ مبارک احمد کا قرآن مجید کو بند کر کے پرے ہٹانا تھا کہ آپؑ نے بڑی تیزی سے اس زور سے اس کے مونہہ پر تھپڑ مارا کہ کئی دن تک اس کے چہرے پر نشان رہا

یہ آپ کی دینی غیرت تھی

کہ دوسری باتوں میں آپ بہت نرم تھے لیکن جہاں قرآن مجید کی عزت کا سوال آیا۔ وہاں آپؑ نے ایک بچہ کی حرکت پر بھی اتنی سختی کی اور اتنے زور سے اسے تھپڑ مارا کہ اسکے چہرہ پر نشان پڑ گیا جو کئی دن تک رہا۔ دراصل بچہ کی تربیت کا یہی موقع ہوتا ہے کہ بچپن سے ہی اس کے اندر دین کا احترام پیدا کیا جائے۔ اسی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بچہ کی پیدائش کے موقع پر اس کے کان میں اذان کہنے کا حکم دیا ہے۔ اس زمانہ کی تربیت بڑے ہو کر کام آتی ہے اور اس وقت کی مار بچہ کو زندہ کر دیتی ہے مبارک احمدؑ اگر زندہ رہتا تو اسکو یہ بات خوب یاد رہتی کہ

قرآن مجید کا احترام

نہایت ضروری ہے۔ مگر میرے دل پر تو اثر ہوا۔ میں تو یہ واقعہ دیکھ رہا تھا کہ قرآن مجید کا احترام نہ کرنے پر آپؑ نے سزا دی ہے۔ مبارک احمدؑ نے فوت ہو جانے کی وجہ سے اس سے فائدہ نہ اٹھایا مگر مجھے فائدہ ہو گیا۔

پس انسانی طبائع میں اختلاف ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو نرمی سے کہیں تو بات مان لیتے ہیں۔ لیکن اگر وہی بات ان کو سختی سے کہیں تو ان کے اندر ملال پیدا ہوتا ہے میں جب مسجد میں داخل ہوا۔ تو موجودہ افسر حفاظت صاحب نے بڑے سخت لہجہ میں لوگوں سے کہا "بیٹھے رہیں"

اس پر مجھے خیال آیا کہ شاید بعض طبائع پر ان کی یہ بات گراں گذری ہو۔ وہ چونکہ ایسے محکمہ میں کام کرتے رہے ہیں جس میں بجائے دوستانہ طرز کے حاکمانہ طرز غالب ہوتی ہے اسلئے ایسے محکمہ میں کام کرتے کرتے سختی کی عادت پڑ جاتی ہے۔ گو ان کا لب و لہجہ سخت تھا مگر ان الفاظ کے پیچھے جو نیت تھی وہ چونکہ نیک تھی اسلئے دوستوں کو برا نہیں منانا چاہیئے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ

جہیر الصوت تھے۔ اور ان کی آواز میں رعب پایا جاتا تھا۔ بعض دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں وہ رعب دار آواز کے ساتھ کسی بات سے لوگوں کو منع کر دیا کرتے تھے مگر باوجود اسکے وہ نرم طبیعت بھی تھے اور لوگوں کی خدمت اور دلداری بھی کیا کرتے تھے پس بعض دفعہ ظاہری الفاظ سخت ہوتے ہیں مگر ان کے اندر چونکہ نیکی مخفی ہوتی ہے اس لئے الفاظ کی ظاہری سختی سے ملال پیدا نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اس نیکی کو مدنظر رکھنا چاہیئے جو ان الفاظ کے اندر مخفی ہوتی ہے۔ مگر انہیں بھی چاہیئے کہ وہ اپنی پرانی عادت کو چھوڑ کر

نرمی کی عادت ڈالیں

بات ایک ہی ہوتی ہے وہی بات جو سختی سے کہی جاتی ہے نرمی سے بھی سمجھائی جا سکتی ہے۔ پس لوگوں کو بھی چاہیئے کہ وہ ان کی آواز کی سختی کو محسوس نہ کریں۔ بہرحال وہ بات آپ لوگوں کے فائدہ کے لئے اور سلسلہ کے نظام کیلئے اور مسجد کے احترام کی خاطر کہی گئی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی تمہیں اطلاع دے کہ احد پہاڑ اپنی جگہ بدل کر دوسری جگہ چلا گیا ہے تو اس کی بات کو مان لینا لیکن اگر کوئی تمہیں یہ کہے کہ فلاں آدمی کی طبیعت بدل گئی ہے تو اس بات کو نہ ماننا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک انسان کی طبیعت بدل جائے۔ اس پر بعض آدمیوں نے اعتراض کیا ہے کہ اگر انسان کی طبیعت بدل نہیں سکتی تو پھر عقیدہ میں تبدیلی کس طرح ہو سکتی ہے لیکن انہوں نے اس بات کو نہیں سمجھا کہ

طبیعت کا بدلنا اور چیز ہے

اور عقیدہ اور ایمان کا بدلنا اور چیز ہے حضرت ابوبکرؓ اسلام سے پہلے بھی نرم تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی وہ نرم ہی رہے۔ حضرت عمرؓ اسلام سے پہلے بھی سخت تھے۔ اسلام قبول کر لینے کے بعد بھی ان کی طبیعت میں سختی قائم رہی۔ فرق صرف اتنا ہوا کہ پہلے ان کی سختی دین کے خلاف تھی پھر وہی سختی دین کی تائید میں ہو گئی۔ کفر کی حالت میں بھی ان کی طبیعت میں جوش تھا اور اسلام کی حالت میں بھی جہاں کہیں دینی غیرت کا سوال پیدا ہوتا جھٹ ان کی تلوار میان سے باہر آ جاتی۔ اور کہتے یا رسول اللہ ماروں اسکی گردن۔ اسی طرح حضرت ابوبکرؓ کی نرمی پہلے قوم کی تائید میں تھی پھر وہی نرمی دین کی تائید میں ہو گئی اور مرتے دم تک وہ نرمی قائم رہی صرف اتنا فرق ہو گیا کہ پہلے وہ نرمی قوم کی خدمت میں تھی۔ پھر خدا تعالےٰ کی خدمت کے لئے ہو گئی

حضرت عمرؓ کی تلوار

پہلے قوم کی تائید میں اٹھتی تھی۔ پھر وہی تلوار خدا تعالےٰ کے دین کی تائید میں اٹھنے لگی۔ غرض اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان جھوٹ نہیں چھوڑ سکتا یا انسان چوری کی عادت نہیں چھوڑ سکتا۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ عقیدہ اور ایمان تو بدل جاتا ہے لیکن طبیعت نہیں بدلا کرتی۔ نرم انسان دین میں آ کر بھی نرم ہی رہتا ہے۔ اور سخت انسان دین میں آ کر بھی سخت ہی رہتا ہے۔ مولوی عبد الکریم صاحب کی طبیعت میں بھی سختی تھی۔ جب انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تو وہ سختی پھر بھی قائم رہی

خلیفہ رجب الدین صاحب

جو خواجہ کمال الدین صاحب کے خسر تھے ان کی طبیعت میں مذاق پایا جاتا تھا اور وہ مذاق احمدی ہونے پر بھی ان کی طبیعت میں باقی رہا۔ فرق صرف اتنا ہوا کہ احمدی ہونے کے بعد وہ مذاق سلسلہ کی تائید میں ہو گیا۔ ایک دفعہ خلیفہ رجب الدین صاحب کسی مقدمہ میں گواہی دینے کے لئے گئے۔ گواہی سے فارغ ہوئے تو مجسٹریٹ جو ان کا واقف تھا۔ کہنے لگا خلیفہ صاحب اگر آپ ناراض نہ ہوں تو ایک بات پوچھوں کہنے لگے ہاں پوچھئے۔ اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کے مرزا صاحب اپنی بیوی کو ساتھ لے کر سیر کیا کرتے ہیں۔ مجسٹریٹ ہندو تھا اس وقت

ہندوؤں میں یہ رواج تھا

کہ عورتیں اپنے خاوندوں کے ساتھ نہیں پھرا کرتی تھیں۔ آجکل تو بہت زیادہ آزادی ہے مگر اس زمانہ میں اسکو معیوب سمجھا جاتا تھا جب اس مجسٹریٹ نے خلیفہ صاحب سے پوچھا کہ میں نے سنا ہے آپکے مرزا صاحب اپنی بیوی کو ساتھ لے کر سیر کیا کرتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے۔ تو خلیفہ صاحب نے جواب دیا ہاں جی۔ درست ہے۔ اس نے کہا۔ پھر لوگ کیا کہتے ہونگے۔ کہنے لگے۔ مرزا صاحب کی بیوی مرزا صاحب کے ساتھ سیر کرتی ہیں۔ اسلئے لوگ انہیں مرزا صاحب کی بیوی کہتے ہیں۔ مگر آپ کی بیوی نوکر کے ساتھ سیر کرنے کے لئے جاتی ہے۔ اسلئے لوگ اسے نوکر کی بیوی سمجھتے ہیں۔ تو یہ مذاق کا رنگ ان کی طبیعت میں احمدی ہونے کے بعد بھی قائم رہا۔ لیکن دین کی تائید میں ہو گیا۔

دین کی محبت قربانی سے ہی پیدا ہوتی ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں۔

"مت خیال کرو کہ تم اپنے عذروں کے ذریعہ خدا تعالےٰ کو خوش کر سکتے ہو مت سمجھو کہ تم اپنے عذروں کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے اپنی گردن اونچی کر سکتے ہیں۔"

"مت سمجھو کہ تم اپنے عذروں کے ذریعہ اپنی اولادوں اور آئندہ آنے والی نسلوں میں دین کی محبت پیدا کر سکتے ہو۔"

"اگر تمہارے اندر قربانی کا مادہ نہیں۔ جو اس زمانہ میں ضروری ہے۔ اگر تمہارے اندر مالی اور جانی قربانی کا مادہ نہیں۔ جو اس زمانہ میں ضروری ہے۔ تو تم نہ خدا کو منہ دکھانے کے قابل سمجھے جا سکتے ہو اور نہ آئندہ آنیوالی نسلوں میں عزت کے ساتھ یاد رکھے جانے کے مستحق ہو سکتے ہو۔"

آئندہ نسل میں عزت کیساتھ یاد رکھے جانے والے

"جو لوگ اس راستہ میں مشکلات کی پروا نہیں کرینگے اور مصیبتوں پر ثابت قدم رہینگے وہی لوگ ہیں جو اپنے عمل سے اس بات کو ثابت کر دینگے اور وہ آئندہ نسلوں میں عزت کے ساتھ یاد رکھے جانے کے مستحق ہیں۔"

مبارک ہیں وہ دوست جو ہر قسم کے حالات میں قربانی کر کے دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہیں اور آگے بڑھ کر خدا تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں

وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ ضلع جھنگ

تقریر جلسہ سالانہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عبادات

(از مکرم میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی)

(قسط نمبر ۲)

زید ایک آرسی کا آئینہ ہے

حضورؐ کے احسانات اس عظیم الشان عالم کبیر کا ایک چھوٹا سا خاکہ ایک وجود میں نظر آتا ہے جن کا حضرت زید بن حارثہ ہے۔ حضرت زیدؓ قد آدم آئینہ کے مقابلہ میں ایک آرسی کا آئینہ ہے۔ نسل انسان پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا نقش اگر غور سے کوئی دیکھنا چاہے تو زیدؓ کے اس چھوٹے آئینے میں وہ عکس سارا نظر آجاتا ہے۔ حضرت زیدؓ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے شادی فرمائی تو آپؐ کی عمر پچیس سال تھی اس وقت حضرت زیدؓ پندرہ سولہ سال کے تھے عمر کا یہ اختلاف بعض قسم کے رشتوں میں طبیعتوں کو بن جاتا ہے اور اختلاف کی وجہ دوستی اور ہم دلی کا رشتہ قائم نہیں ہو سکتا۔ حضرت زیدؓ سانولے رنگ کے چھوٹے قد کے پست بینی اور پست قد تھے جسم گٹھا ہوا تھا۔ اعلے درجہ کے قدر انداز تھے لیکن طبیعت میں ایک حد تک چڑچڑا پن موجود تھا۔ غلامی کے داغ کی وجہ سے تحت الشعور میں احساس کمتری کسی نہ کسی رنگ میں موجود تھا۔ اس کیفیت قلب کا طبعی نتیجہ یہ تھا کہ وہ بدظنی کی طرف مائل ہو جاتے اور جلد ناراضگی اختیار کر لیتے تھے۔ اس کے برعکس محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم عرب کے حسین ترین جوان تھے۔ آپ کی طبیعت میں محبت اور شفقت اس درجہ تھی کہ خدا تعالےٰ نے خود فرمایا کہ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم اور دوسری جگہ فرمایا کہ لو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک۔ غرض اتحاد طبیعت کے لحاظ سے باہم کوئی جوڑ نہ تھا۔ اسی طرح طبائع میں کوئی جمالیاتی اتحاد نہ تھا کوئی رشتہ داری نہ تھی۔ نہ طبیعت کا تعلق نہ تھا۔ کیونکہ حضرت زید یمن کے ایک قبیلہ بنو خزاعہ سے تھے پس صاف نظر آتا ہے کہ اگر دنیوی اور طبعی لحاظ سے کوئی سبب تلاش کیا جائے تو کوئی ایک سبب بھی ایسا نہ تھا جس کی بناء پر ہمارے آقا و مولا صلے اللہ علیہ وسلم حضرت زیدؓ کے ساتھ وہ سلوک کرتے جس کی تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔ اس سلوک کا واحد سبب یہ تھا کہ زید راندہ مغلوک الحال انسانیت کی نمائندگی کرتے تھے اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ربّ رؤوف اور رحیم خدا کے کامل ترین مظہر تھے۔ زید کے ساتھ سلوک کر کے حضورؐ تمام نسل انسان کو جو اس وقت موجود تھی اور جو تا قیامت آئندہ آئے گی یقین دلانا چاہتے تھے کہ ہر وہ شخص جو آپؐ کے دامن سے کسی طرح وابستہ ہو جائے حضورؐ اس پر اسی طرح رحمت کی بارش برسائیں گے جس طرح کہ حضرت زیدؓ پر برسائی۔ آئیے اب ہم حضرت زیدؓ کی زندگی کا نفسیاتی تجزیہ کریں جس دن حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ سے شادی ہوئی۔ حضرت سیدۃ النساء نے حضرت زید کو حضورؐ کی غلامی میں دے دیا اور حضورؐ نے اسی وقت انہیں آزاد کر دیا۔ کیا اسباب کے لحاظ سے کوئی بھی سبب تھا کہ زید اسی دن آزاد ہو جاتا۔ زید نے اس کو ایک عظیم الشان احسان سمجھا ہوگا اور یقیناً یہ تھا بھی ایک عظیم الشان احسان۔ لیکن ہمارے آقا و مولا صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب میں احسانات کا جو بحر ذخّار موجیں مار رہا تھا اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ حضورؐ نے اسی وقت سے زیدؓ کا نفسیاتی مطالعہ شروع فرما دیا اور حضورؐ نے دیکھا کہ زید کے ماتھے پر غلامی کا ایک داغ ہے۔ عربوں میں غلام کی حیثیت ایک ڈھور اور ڈنگر سے زیادہ نہ تھی۔ حضورؐ نے اسے آزاد تو کر دیا تھا لیکن اس داغ غلامی کو مٹانے کے لئے محض آزادی کافی نہ تھی۔ حضورؐ نے اپنی پچیس سالہ زندگی سے لے کر ترپن سالہ زندگی تک مکہ مکرمہ میں حضرت زید کے ساتھ شفقت و محبت کا ایسا سلوک فرمایا کہ زید کو ماں باپ کی محبت اس کے مقابلے میں بے حقیقت نظر آئی۔ ماں باپ جسم کی ضروریات کا تو خیال رکھ سکتے ہیں۔ لیکن زید کو اخلاقی اور روحانی ابدی زندگی نہ دے سکتے تھے۔ ماں باپ خود ہزاروں قسم کی ظلمتوں میں گھرے ہوئے تھے۔ وہ زیدؓ کو ان ظلمتوں سے کس طرح نکال سکتے تھے۔ ماں کی ممتا کا اندازہ کرنا بے شک نہایت مشکل ہے لیکن حضرت زیدؓ نے دل میں محسوس کیا کہ ماں کی ممتا بھی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے غرض و بے انتہا محبت کے مقابل میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ زیدؓ تمام ظلمتوں سے نکل کر نور بنتے جا رہے تھے۔ اس لئے ان کی قلبی راحت کا اندازہ کرنا محال تھا۔ زید پر والدین سے جدائی کا لمبا عرصہ گذر چکا تھا کہ والد اور چچا تلاش کرتے کرتے مکہ مکرمہ میں پہنچے۔ انہیں معلوم ہوا کہ زیدؓ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے ہیں انہوں نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ زیدؓ کو ہمارے ساتھ بھیج دیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے زید کو بلایا۔ اور پوچھا زید انہیں پہچانتے ہو۔ حضرت زیدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں پہچانتا ہوں یہ میرے باپ ہیں اور دوسرے میرے چچا۔ حضورؐ نے فرمایا یہ تمہیں لینے آئے ہیں۔ اگر تم جانا چاہتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ حضرت زیدؓ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر فدا میں حضورؐ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا۔ یہاں یہ بات عرض کرنے کے لائق ہے کہ زیدؓ جب والدین سے جدا ہوئے تو نو دس سال کے تھے۔ اور عرب قوم کے بچے جو طبعاً ذکی الحس اور سریع الفہم ہوتے ہیں وہ اس عمر میں ماں کی محبت کا مزہ اچھی طرح چکھ چکے ہوتے ہیں۔ یہ معاملہ بھی نسل آدم میں شاید بے مثال ہو کہ حضرت زیدؓ نے ماں اور باپ اور سارے خاندان کی محبت کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کو دوسرے پلڑے میں تو اسے محسوس ہوا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانات اور شفقتوں کا پلڑا بہت زیادہ بھاری ہے حضرت زیدؓ کے والد کوئی بے حس انسان نہ تھے۔ کتب سیرت و تاریخ میں آتا ہے کہ وہ زیدؓ کی جدائی میں روتے رہتے تھے۔ ان کے زید کے متعلق کہے ہوئے مرثیے اب تک محفوظ ہیں۔ زید کا جواب سن کر باپ اور چچا جھنجھلا اٹھے اور انہوں نے کہا کہ زیدؓ تمہیں خیال نہیں آتا۔ تمہاری ماں اور بہن تمہارے غم میں ہلاک ہو رہے ہیں۔ اور تم ہمارے ساتھ جانے کو تیار نہیں ہو۔ لیکن زیدؓ کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بے پایاں محبت میں جو دنیا کے علاوہ پاکبازی اور خدا رسانی کے لحاظ سے ایک نہایت نایاب چیز تھی۔ والد کے بار بار اصرار کے باوجود یہ سمجھ میں نہ آ سکتا تھا کہ وہ حضورؐ کو چھوڑ کر اس دنیوی زندگی کے رشتوں کے احترام کی وجہ سے کس طرح چلے جائیں۔ حقیقت ساری یہاں تھی۔ ادھر صرف جسمانی اور رسمی کشش۔ جب حضرت زیدؓ نے اپنا آخری جواب سنا دیا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ زیدؓ اگر تمہارا یہی فیصلہ ہے تو تم مجھے اس کا قدر دان پاؤ گے۔ چنانچہ حضورؐ نے زیدؓ کو ساتھ لیا اور کعبے میں جا کر اعلان کر دیا آج سے زیدؓ میرا بیٹا ہے۔ اب زید زید بن حارثہ نہ تھے۔ سارے مکہ مکرمہ میں زیدؓ بن محمدؐ کہلانے لگے۔ رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ یہ نسبت بھی کافی محسوس نہ ہوئی۔ حضورؐ کے قلب مطہر میں شفقت کی ایک لہر اٹھتی تو اس کے بعد دوسری لہر پہلی سے کئی گنا بڑی ہوتی۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا حضورؐ نے زید کو درماندہ و محتاج و بے کس انسانیت کا نمائندہ سمجھا۔ اور ان سب داغوں کو دھونے کے لئے حضورؐ نے اپنی ساری شفقت و محبت کا پانی صرف کر دیا۔

قدسی فارسی زبان کا ایک شاعر ہوا ہے اس کا ایک مشہور شعر ہے ؎

قدسی متاع ما چوں شود سودائے بازار جزا
رونق آمرزش شکست من جنس عصیاں در بغل

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب مطہر میں خدا تعالےٰ کی شفقت کا پرتو ہو بہو اسی طرح جلوہ گر تھا جس طرح اس شعر میں بیان ہوا۔ زید کی متاع گراں مایہ ان کی احتیاج تھی جسے وہ بغل میں چھپائے پھرتے تھے اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نقد شفقت بکف پھرتے تھے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اب یہ کیا کہ زید کی شادی ام ایمن سے کر دی جو حضورؐ کی بچپن میں کھلائی تھی۔ اور حضورؐ انہیں اکثر اوقات ماں کہہ کر پکارتے تھے اور تشریف لاتیں تو ان کے لئے چادر بچھا دیا کرتے تھے

اس شفقت کو بھی حضورؐ نے کافی نہ سمجھا ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں جب مواخات ہوئی تو زید کی مواخات حضورؐ نے حضرت امیر حمزہؓ سے قائم کی۔ حضرت امیر حمزہؓ کے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے تین رشتے تھے (ا) حضرت حمزہؓ حضورؐ کے چچا تھے (ب) حضورؐ کے رضاعی بھائی تھے (ج) حضورؐ کے ہم عمر ہونے کی وجہ سے حضورؐ کے ساتھ کھیلے ہوئے تھے۔ ایسے شیر دل اور نہایت بہادر انسان سے مواخات کا رشتہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے لئے کس درجہ عزت افزا ہوا ہوگا۔ چچا کی عزت ہر انسان کرتا ہے۔ پھر خدا کے نبی کے دل میں اپنے محسن چچا کی عزت کس درجہ ہوگی اور اس لحاظ سے اندازہ کیجئے کہ زید کو کیا مقام حاصل ہو گیا تھا اسباب عزت کے لحاظ سے زید اب ساری مسلمان قوم میں محترم ترین انسانوں میں شامل ہو گئے تھے اور غلامی کی زنجیریں کٹ چکنے کے بعد ان اعزازات نے غلامی کا داغ یکسر دھو ڈالا تھا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب پاک میں جیسا کہ میں نے کہا ہے ہر محبت کی لہر جو اٹھتی وہ پہلی سے کئی گنا زیادہ اونچی اور پر زور ہوتی۔ زید کی شادی کا پھر حضورؐ کو خیال آیا اور حضورؐ نے یہ تجویز کسی اور جگہ نہیں براہ راست اپنی پھوپھی اور پھوپھا کے ہاں پیش کی۔ پھوپھی اور پھوپھا جن کے سامنے زید کی ساری ماضی تھی وہ اس پر کس طرح رضامند ہو سکتے تھے۔ لیکن خدا جانتا تھا کہ زید کا وجود اس وقت مد نظر نہیں۔ بلکہ زید پسماندہ انسانیت کا نمائندہ تھا اس لئے خدا اور رسول کا فیصلہ اس طرح پر جاری ہوا کہ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ اس طرح حضورؐ کی شفقت کی اس لہر نے حضرت زیدؓ کو ایک اور ایسا رشتہ عطا کر دیا جس کی وجہ سے صرف احترام ہی نہیں رہتا بلکہ خون باہم مل جاتے ہیں۔ اب زید کی عزت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت تھی اب زید پر غلامی۔ بے زری یا کم نسبی کا طعن براہ راست محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوشت پوست میں چبھتا گاندھی جی نے انسانیت اور پسپت و پامال انسانیت کی بھلائی کے لئے بڑی کوششیں کیں۔ یہاں تک کہ وشنو ہوتے ہوئے اپنے بیٹے کا رشتہ راج گوپال اچاریہ برہمن کی لڑکی سے کر دیا تھا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانیت سے محبت کا اندازہ کریں کہ گرے ہوؤں کا بازو حضور نے گاندھی جی کی طرح نہیں تھاما تھا۔ بلکہ عربوں کے سب سے بڑے سردار خاندان اور اس خاندان کے سب سے بڑے سرفراز فرد کی پھوپھی زاد ایک غلام کے لئے تجویز کر دی۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ زید کا قیاس و گمان و وہم بھی اس انعام کو اپنے تصور میں نہ لا سکتا تھا اور اس سے آگے کچھ اور سوچنا ان کے لئے محال تھا۔ لیکن محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شفقت و رحمت بے پایاں اس سے بھی آگے سوچ رہی تھی۔ جب کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا کَذٰلِكَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا وَنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم قعر مذلت میں غلطاں انسانیت کو وہاں سے نکال کر آسمان عزت کے چاند اور سورج بنانا چاہتے تھے۔ حضورؐ زید کو اپنے شانہ بشانہ تو لا چکے تھے بلکہ حضورؐ کی جود و سخا نے دنیوی اسباب کے لحاظ سے انہیں اپنے سے اونچا کر دیا تھا لیکن حضورؐ اسی پر بس نہیں کرنا چاہتے تھے مگر حضور نے چاہا کہ وہ آزاد و عرب سردار جو اپنے سے کسی ذرہ سے کم درجہ کے انسان کی ماتحتی بھی گوارا نہ کر سکتے تھے وہ زیدؓ کی سرداری کو قبول کریں۔ چنانچہ حضورؐ نے مختلف سرایا میں زید کو امیر الجیش مقرر کیا۔ اور آخر جنگ موتہ میں حضرت عبد اللہ بن رواحہ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا زاد بھائی حضرت جعفر طیار کی شمولیت کے باوجود بھی حضرت زیدؓ کو امیر الجیش مقرر فرمایا۔ حضرت جعفر کو یہ بات ناپسند آئی اور آپ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں قیاس نہ کر سکتا تھا کہ میری موجودگی میں بھی حضورؐ زید کو امیر الجیش مقرر کر دیں گے۔ حضورؐ نے جواب میں فرمایا۔ نہیں جعفر زید ہی اس سرداری کے لائق ہے۔ اس کے علاوہ حضورؐ زید سے اس قدر پیار کرتے کہ جب کبھی زید دروازے پر دستک دیتے تو حضور جلد سے جلد چادر سنبھالتے۔ بعض اوقات برہنہ پا دروازے پر پہنچ جاتے۔ زید کو چھاتی سے لگاتے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے۔ جنگ موتہ میں حضرت شہید ہوئے تو حضورؐ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ روتے روتے گھگیاں بند گئیں۔ کیا کوئی نبی شفقت و رحمت کا یہ نمونہ پیش کر سکتا ہے اور جس طرح کہ خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہوا ہے کہ وہ مستضعفوں پر احسان کرے اور انہیں امام اور وارث بنائے۔ کیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی نبی نے مستضعفوں کو اس طرح امام اور وارث بنایا ہے؟ وارث کا لفظ تقاضا کرتا ہے کہ ہم یہ بھی دیکھیں کہ کیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ محبت صرف زیدؓ سے ہی کی ہے۔ یا اس محبت کا ورثہ زید کی اولاد کو بھی دیا۔ اس نقطہ نگاہ سے دیکھیں تو یہ سلوک ہمارے محبوب نبی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ بن زید سے فرمایا وہ بھی اپنی آپ مثال ہے حضرت اسامہ حضرت اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو نہایت عزیز تھے۔ حضورؐ ان کے بچپنے میں اپنے ایک گھٹنے پر انہیں بٹھا لیتے اور ایک پر حضرت امام حسین علیہ السلام کو اور دعا فرماتے کہ اے اللہ میں اس سے بھی پیار کرتا ہوں اور اس سے بھی تو بھی ان دونوں سے پیار کر۔ حضورؐ حضرت اسامہ کا ناک اپنے ہاتھ سے صاف کر دیتے۔ انہیں خود کپڑے پہناتے۔ اور فرمایا کرتے اگر یہ لڑکی ہوتا تو میں اس کا بناؤ سنگار کرتا ازواج مطہرات نے حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کوئی بات منوانا ہوتی تو حضرت اسامہ سے سفارش کرواتیں۔ حضرت اسامہ اس تیس ہزار کے عظیم الشان لشکر کے امیر الجیش مقرر ہوئے جو حضرت زید کی شہادت کا بدلہ لینے کے لئے حضورؐ نے معین فرمایا تھا اور جس میں اکابرین صحابہؓ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ وغیرہ شامل تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب اس لشکر کو رخصت کیا تو حضرت اسامہ کو گھوڑے پر سوار کر دیا اور خود باگ پکڑ کر دور تک پیادہ پا ساتھ تشریف لے گئے۔ یہ پامال انسانیت کے ساتھ سب شفیقوں سے زیادہ شفیق اور سب محبت کرنے والوں سے زیادہ محبت کرنے والے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا سلوک ہے جس کی مثال ابتدائے آفرینش سے تا ایندم چراغ لے کر دنیا کے کونے کونے میں تلاش کریں تو کہیں نہیں ملتی۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ نہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسا خدا تعالےٰ کی صفات کا نقش کسی نے اپنے پر لیا اور نہ ایسا محبت پرور اور شفقت کا سلوک خلق اللہ سے اور کوئی کر سکتا تھا۔ کیونکہ جیسا معبود تھا ویسا ہی عابد ہونا چاہئیے تھا۔

غرض زید آدمی کا ایک آئینہ ہے۔ جو زیر دست و مفلوک الحال انسانیت کا نمائندہ ہے اور اس آئینہ میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شفقتوں اور رحمتوں کا ایک بحر زخار موجیں مارتا ہوا نظر آتا ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ مبعوث ہی انسانیت کو اس کے بلند ترین مقام پر کھڑا کرنے کے لئے ہوئے تھے اس لئے انعامات و احسانات کی بارش ان پر برسائی گئی۔

اس سلسلہ میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ سارے عرب میں سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بلال رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو نابینا تھے۔ اور سلمان فارسیؓ جو ایک غریب الوطن نہایت سادہ مزاج انسان تھے اہل بیت بنے کے لئے نظر آئے۔ در اصل جہاں جہاں ضعف دیکھی نظر آئی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو امام روزگار بنانے کے لئے اپنی ساری محبت و شفقت صرف کر دی۔ عورت بے کس و مظلوم تھی۔ ڈھوروں اور ڈنگروں کی طرح فروخت کی جاتی تھی۔ اس کی عزت نفس کا خیال کسی کو بھول کر بھی نہ آیا تھا۔ وہ اپنی بے چارگی کی وجہ سے درندوں کے ہوا و ہوس کا نشانہ بنی ہوئی تھی۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عاطفت و رحمت کا سمندر جوش میں آیا اور یہ صنف نازک اپنے تمام حقوق و فرائض میں مرد کے شانہ بشانہ کھڑی کر دی گئی۔ غلام زیدؓ کا قصہ میں بتفصیل سنا چکا۔ زید کی غلامی۔ زید کی بے چارگی۔ اس کی بے زری۔ اس کی بے کسی یہ سارے منحصف اس پر شفقت کے استحقاق کے لئے صفات بن گئیں۔ غلام اور اچھوت ہم مرتبہ ہیں۔ دنیا میں کوئی وجود ایسا ہے جو غلاموں سے اس طرح پیار کر سکا جس طرح محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ عام طور پر سیرت کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے حضورؐ کے اسوۂ حسنہ کو انسانوں کی ہر طبقہ کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ زید کی مثال کو جتنا بھی استقصا کے ساتھ دیکھا جائے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات تمام انسانیت پر پھیلے ہوئے اس ایک وجود میں نظر آ سکتے ہیں۔ حضورؐ کی تعلیم نے کروڑوں غلاموں کو آزاد کر کے بلندی کے اونچے مقام تک پہنچایا کہ تاریخ عالم میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

انسان خطا و نسیان سے مرکب ہے اپنی تقوی اور بعض اہم علمی نکات کے حل کے لئے زید سے غلطیاں ہوئیں۔ انہوں نے آخر حضرت زینبؓ کو طلاق دے دی۔ خدا تعالےٰ نے ان کی اس غلطی کو خلاف تقویٰ فعل قرار دیا۔ جیسا کہ فرمایا اذ تقول للذی انعم اللّٰہ علیه و انعمت علیه امسك علیك زوجك واتق اللّٰہ۔ کیونکہ یہ فعل حضورؐ کے عظیم الشان خاندان کے عزت و ناموس کے منافی فعل تھا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بخشش اور پردہ پوشی اور کرم فرمائیوں کا یہ عالم ہے کہ اس زیدؓ کی یہ حرکت بھی حضورؐ کی شفقت

ہیں ایک ذرہ برابر فرق بھی نہیں اسکی حالانکہ اگر کوئی اور دنیا دار معزز انسان شخص ہوتا تو پھر اس خطا کے بعد ایسے وجود سے تعلق نہ رکھتا ۔ یہ خدا ہی کی

غفاری اور ستاری کی عکس تھا جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود پر کامل طور پر پڑا

(باقی)

احمدیہ مسجد مری میں وقار عمل

مسجد احمدیہ مری شہر سے تقریباً ڈیڑھ میل دور کلڈنہ میں خان بہادر دلاور خانصاحب ریٹائرڈ ڈی سی کی اسٹیٹ میں ۱۹۳۸ء میں تعمیر ہوئی تھی ایک عرصہ سے مرمت نہ ہو سکنے کی وجہ سے اس کی عمارت اور چھت شکستہ ہو چکی تھی ۔ ۱۹۵۹ء کے سیزن میں احباب اس کمی کو شدت سے محسوس کرتے رہے ۔ اس کی ضروری مرمت کا بیڑا اٹھاتے ہوئے ایک معقول رقم (جس میں قابل قدر عطیہ صدر انجمن احمدیہ جناب شیخ بشیر احمد صاحب جج مغربی پاکستان ہائی کورٹ اور ان کے دوسرے افراد خاندان کا شامل تھا) اکٹھی کی گئی ۔ اور اس سے مسجد کا مرمت کا کام فوری طور پر شروع کر دیا گیا ۔

رقم ختم ہو جانے کے بعد ہنوز کافی کام تشنہ تکمیل تھا چنانچہ جماعت احمدیہ مری کے نوجوانوں نے وقار عمل کا ایک پروگرام بنایا ۔ پہلا وقار عمل ۱۰ اپریل بروز اتوار کو شروع کیا گیا ۔ اور اس طرح ہر اتوار کو لگاتار اس وقار عمل کے پروگرام کو عملی جامہ پہنایا جاتا ۔ اور آخری وقار عمل ۲۹ مئی بروز اتوار منایا گیا اور اس طرح نو وقار عمل منائے گئے ۔ جس میں ۵۵ خدام نے حصہ لیا ۳۲۶ گھنٹے کام کیا ۔

اس وقار عمل میں خدام کے علاوہ بچے بھی حصہ لیتے رہے ۔ نوجوانوں نے بڑے ذوق و شوق سے اور پابندی وقت کے ساتھ حصہ لیا ۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس کام کو جو محض للہ کیا گیا ہے قبول فرمائے ۔ اور جن نوجوانوں نے خانہ خدا کے لئے وقت صرف کیا ہے وہ ان کے لئے سرمایہ حیات ثابت ہو اور مجلس کو پہلے سے بھی بڑھ کر کام کی توفیق بخشے ۔

ان احباب سے جو سیزن پر باہر سے تشریف لا رہے ہیں التماس ہے کہ وہ قیام مری کے دوران جمعہ مسجد میں ادا کرنے کے لئے ضرور تشریف لایا کریں ۔

(محمد اشرف ناصر شاہد مربی جماعت مری)

دعائے مغفرت

(۱) چوہدری عطاء محمد صاحب بسرا سابق ساکن موضع بسراء نزد قادیان حال تلونڈی بھنڈراں تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ مورخہ ۲/۶ کو فوت ہو گئے ہیں ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحوم نہایت مخلص احمدی اور موصی تھے ۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے ۔ آمین ۔

(امیر احمد کلرک دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ ۔ ربوہ)

(۲) میرا جواں سال بھائی حبیب الرحمٰن صاحب طاہر متعلم سیکنڈ ایئر تعلیم الاسلام کالج ربوہ ڈنڈ پور کھروٹیاں ضلع سیالکوٹ میں ۳ جون بعد نماز جمعہ پونے تین بجے وفات پاگیا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحوم شریف ، دیندار ، خلیق اور محنتی طالب علم تھا ۔ احباب کرام مرحوم کی بلندی درجات کے لئے اور لواحقین کے صبر جمیل کے لئے دعا فرمائیں ۔

(فضل الرحمٰن نعیم ابن ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب اتالیق ۔ ربوہ)

(۳) مورخہ ۱۶/۵/۶۰ رات دس بجے میری بیوی فوت ہو گئی ۔ مرحومہ نیک خاتون تھی دو لڑکیاں اور تین لڑکے یا پانچ بچے یادگار چھوڑے ہیں ۔ احباب جماعت مرحومہ کی مغفرت اور بچوں کی درازی عمر کے لئے دعا فرمائیں ۔

(نذر محمد خادم سلانوالی ضلع سرگودھا)

ضلع گوجرانوالہ کی جماعتوں کی توجہ کے لئے

تحریک جدید کے سات ماہ گذر رہے ہیں ۔ گو مشاورت کے مطابق وصولیوں کی تعداد بہت سست ہے ۔ فضل گھروں میں آ رہی ہے ۔ اس لئے دیہاتی جماعتوں کے پریذیڈنٹ صاحبان اور سیکرٹریان مال سے امید ہے کہ وہ وصولی کی سو فیصدی کوشش کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے ۔

(امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع گوجرانوالہ)

ضرورتمند اصحاب کے لئے

۱ ۔ داخلہ کیڈٹ کالج پٹارو داخلہ پنجم ، ششم و ہفتم سٹینڈرڈ و فرسٹ ایئر سائنس تحریری امتحان مقابلہ ۔ انٹرویو ۔ ٹسٹ ذہانت میڈیکل

شرائط : ۔ سٹینڈرڈ پنجم یا آٹھویں جماعت کے لئے عمر ۱/۴ کو ۱۱ تا ۱۳ اور پہ کی ہر کلاس کے لئے ایک سال زائد فرسٹ ایئر کے لئے میٹرک فرسٹ ڈویژن (پ ۔ ٹ ۳۰/۶)

۲ ۔ تقرری پراسیکیوٹنگ سب انسپکٹرس پولیس ابتدائی تنخواہ ۱۲۰ ۔ ۱۰ ۔ ۱۶۰ ۔ ۱۰ ۔ ۲۱۰ گریڈ میں ۱۶۰ ۔

الاؤنس ہر قسم علاوہ سپیشل پے ۳۰/- ماہوار کرایہ مکان سرکاری ۔

شرائط : ۔ لاء گریجوایٹ ۔ عمر ۱۸ تا ۳۰ ۔ پریکٹس کرنے والے وکیل کو ترجیح ۔ انٹرویو درخواست بمعہ مصدقہ نقول سندات ۱/۷ تک بنام ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس بہاولپور رینج ۔ بہاولپور

۳ ۔ سنٹرل سٹیٹسٹیکل آفس میں ضرورت ۱ ۔ سٹیٹسٹیکل انویسٹیگیٹرس فیلڈ کوآرڈینیٹرس ۔ ۲۵۰ ۔ ۲۰ ۔ ۴۵۰ شرائط : ۔ ایم اے سٹیٹسٹکس ۔ ریاضی ۔ اکنامکس سوشیالوجی دکالرس ۔ (۲) اسسٹنٹس ۔ ۱۰۰ ۔ ۱۶۰ ۔ ۱۰ ۔ ۲۵۰ ۔ ۱۵ ۔ ۴۰۰ بیچلر ڈگری سٹیٹسٹکس ۔ ریاضی ۔ اکنامکس ۔ (۳) اپر ڈویژن کلرک ۔ ۸۵ ۔ ۶ ۔ ۱۱۵ ۔ ۷/۱۵ ۔ ۱۷۵ ۔ ۱۰ ۔ ۲۲۵ ۔ گریجوایٹ (۴) لوئر ڈویژن کلرک ۶۰ ۔ ۴ ۔ ۱۰۰ ۔ ۵ ۔ ۱۴۸ میٹرک ۔ ٹائپ سپیڈ ۳۰ (۵) ٹیبولیٹنگ مشین اوپریٹرس ۶۰ ۔ ۴ ۔ ۱۰۰ ۔ ۵ ۔ ۱۲۰ نیز ۱۰/- سپیشل پے میٹرک (۶) ری پیوٹرس ۷۵ ۔ ۵ ۔ ۱۰۰ ۔ ۵ ۔ ۱۸۰ میٹرک ۔ عمر ۲۵ تک ۔ امتحان مقابلہ لاہور ، ڈھاکہ و کراچی ۔

درخواستیں بنام ڈائرکٹر جنرل گورنمنٹ پاکستان ۔ فائنانس منسٹری ۔ اکنامکس افیرس ڈویژن ۔ سنٹرل سٹیٹسٹیکل آفس ساتویں فلور محمدی ہوس کراچی ۳۰/۶ تک (پ ۔ ٹ ۵/۶)

۴ ۔ بھرتی نائب تحصیلداران باشندہ اضلاع لاہور ، سیالکوٹ ۔ گوجرانوالہ ۔ شیخوپورہ ۔ انٹرمیڈیٹ ۔ عمر ۱/۶ کو ۲۱ تا ۲۵ درخواست بنام ڈپٹی کمشنر ضلع خود ۲۰/۶ تک ۔ بشمولات : مصدقہ نقول سندات ۔ زمیندار ہونے کی تصدیق فرسٹ کلاس مجسٹریٹ ۔ پرنسپل کا سرٹیفکیٹ چال چلن نیز دو ذمہ دار افسران کی طرف سے سرٹیفکیٹ چال چلن (پ ۔ ٹ ۵/۶)

۵ ۔ سولین سکالرشپ سکیم ۱۹۶۰ء درخواستیں برائے داخلہ انجینئرنگ کالج ۔ ۴ سالہ مفت تعلیم ۔ مختصر پی ایم اے کورس کا کول ابتدائی انٹرویو پشاور ۔ راولپنڈی ۔ لاہور ۔ کراچی ۔ ڈھاکہ ۱۴ تا ۱۶ جولائی ۱۹۶۰ء انٹر سروسز سیلکشن بورڈ ۔ آخری انتخاب جنرل ہیڈ کوارٹرز

شرائط : ۔ انٹرمیڈیٹ سائنس ریاضی فزکس کیمسٹری یا سینیئر کیمبرج درخواستیں مجوزہ فارم میں بنام (W) ۳ ۔ ۸ ۔ P ۔ Ate ۔ A ۔ Rawal Pindi ۔ H ۔ O ۔ ۷/۶ تک فارم درخواست و ہدایات نزدیک ترین دفتر بھرتی سے یا دفتر روزگار سے یا کسی کالج کے پرنسپل سے طلب ہوں ۔ (پ ۔ ٹ ۹/۶)

۶ ۔ مسجد مبارک ربوہ کے لئے خادم دو خادم درکار ہیں ۔ خواندہ ہوں نیز محنتی ، فرض شناس خوش الحان ہوں جو اذان دے سکیں ۔ تنخواہ ۳۰/- مع الاؤنس ۲۵/- کل ۵۵/- ماہوار خواہشمند احباب درخواستیں بنام ناظر تعلیم ربوہ ارسال کریں ۔ جس پر مقامی امیر یا پریذیڈنٹ صاحبان کی تصدیق ہو ۔

(ناظم تعلیم)

مسجد احمدیہ کی تعمیر

جماعت احمدیہ پنڈ بھیگوال ضلع راولپنڈی نے مسجد احمدیہ مورخہ ۲/۴ / ۶۰ کو مکمل کی جائے ۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد مورخہ ۱۵/۵/۵۹ کو رکھا گیا تھا ۔ مسجد کے دو کمرے ہیں ایک کمرہ لائبریری کے لئے رکھا گیا ہے اور دوسرا نماز پڑھنے کے لئے خدام نے بڑی محنت کے ساتھ کام کیا ہے ۔

(نیاز احمد عارف)

صدر آئزن ہاور مشرق بعید کے دورہ پر روانہ ہوگئے

میرا مقصد بین الاقوامی مفاہمت بڑھانا ہے۔ (آئزن ہاور)

واشنگٹن ۱۳ جون۔ صدر آئزن ہاور کل مشرق بعید کے دورے پر روانہ ہو گئے تاکہ بین الاقوامی مفاہمت کو تقویت پہنچا سکیں۔ انہیں پروگرام کے مطابق پہلے الاسکا پہنچنا ہے وہ چودہ جون کو فلپائن اٹھارہ کو فارموسا، انیس کو ٹوکیو بائیس کو جنوبی کوریا اور اسی دن شام کو ہونولولو پہنچ جائیں گے۔

صدر آئزن ہاور نے الاسکا روانہ ہونے سے پیشتر ایک بیان میں کہا مجھے گزشتہ چند دن کے اندر مشرق بعید سے بے شمار امریکیوں اور امریکہ کے دوستوں نے خطوط بھیجے ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ امریکہ کی طرف سے عالمی امن کے بارے میں جس مقصد کا اعلان کیا جا چکا ہے اس پر کسی صورت میں برا اثر نہیں پڑنا چاہیئے۔ ان پیغامات سے میری بڑی ہمت افزائی ہوئی ہے اور میں ان لوگوں کا ممنون ہوں جنہوں نے میری رہنمائی کے لئے مجھے خطوط سے نوازا ہے۔ عوام کو اچھی طرح علم ہے کہ مجھے بعض اصحاب کی طرف سے انتباہ بھی کیا گیا ہے۔ کہ اس وقت مجھے مشرق بعید کا دورہ نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن میں ایسے اصحاب سے متفق نہیں اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ نہ تو یہ دورہ منسوخ کروں نہ میں اسے ملتوی کروں صدر آئزن ہاور نے کہا میرے اس عزم کی وجہ دراصل یہ ہے کہ میں معلوم کرنے کا خواہشمند ہوں۔ کہ ہمارے دوستوں کے فوری مسائل اور ان کے مقاصد کیا ہیں؟ میں یہ بھی معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کس طریقے سے بیرونی ملکوں میں امریکی خیر سگالی کو تقویت دی جا سکتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ صدر کی حیثیت سے ایسی خیر سگالی کو جاری رکھنے اور اسے تقویت پہنچانے کی ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی ہے اگر میرا یہ دورہ کسی بیرونی حکومت کی امداد اور کسی متنازع فیہ پالیسی کی حمایت میں کیا جا رہا ہو یا اس کا مقصد صرف یہ ہو کہ کسی خاص پروگرام کی حمایت کی جائے یا کسی محدود مقصد کے حصول کے کوشش کی جائے تو ایسا دورہ حق بجانب نہیں رکھتا میرے دورہ کی غرض وغایت یہ ہے۔ کہ بین الاقوامی فضا کو مکدر ہونے سے بچایا جائے اور مفاہمت بڑھائی جائے۔ صدر آئزن ہاور نے کہا۔ ہم اس مقصد کے حصول کیلئے ہمیشہ کوشاں رہے ہیں۔ طلبہ اور اساتذہ کے تبادلے اور اقتصادی امداد کا پروگرام اسی منصوبہ کا ایک حصہ ہیں۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے امریکی لیڈر مختلف ملکوں کا دورہ کرتے رہے ہیں۔ اور دوسرے ملکوں کے لیڈر امریکہ آتے رہے ہیں گزشتہ ساڑھے سات سال میں کئی دوسرے ملکوں کے سربراہ امریکہ آئے اسی طرح میں نے بھی دوسرے ملکوں کا دورہ کیا اور مسٹر نکسن نائب صدر جمہوریہ اور مسٹر ہرٹر وزیر خارجہ بھی دوسرے ملکوں میں جاتے رہے ہیں۔ ہمیں ناخوشگوار واقعات اور فتنہ وفساد سے تعلق رکھنے والے حادثوں کو یہ اجازت نہیں دینی چاہیئے کہ وہ ٹھوس نتائج کی راہ میں روڑے اٹکائیں کیونکہ ایسے نتائج ساری دنیا کی امیدوں کا سہارا ہیں اس وقت ساری دنیا میں امریکہ کے مقصد کو ایسی اچھی طرح سمجھا جا رہا ہے کہ اس کی کوئی مثال نہیں ملتی امریکہ کا یہ مقصد ایسے مستقل عالمی امن پر مشتمل ہے جس میں ہر شخص سے انصاف ہو اور کوئی شخص دوسرے سے بے انصافی نہ کر سکے۔

صدر آئزن ہاور نے کہا امریکہ کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ امریکہ سمیت ساری آزاد دنیا کو اقتصادی لحاظ سے مستحکم کیا جائے اور امریکہ اس مقصد کے حصول کے لئے پوری جدوجہد کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ مسٹر آئزن ہاور نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا دنیا کے عوام کی بہت بڑی اکثریت اس حقیقت کو بخوبی سمجھتی ہے کہ امریکہ مشکل سے مشکل بین الاقوامی مسئلے کو بھی بات چیت کے ذریعے حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

آپ نے کہا اس لئے فلپائن، فارموسا جاپان اور کوریا جا رہا ہوں کہ امریکہ کے دوستوں سے ملوں اور ان کے مسائل کو سمجھوں تاکہ امریکہ اور ان ملکوں کے تعلقات زیادہ مستحکم ہوں۔ صدر آئزن ہاور نے ٹوکیو کے مظاہروں کا ذکر کئے بغیر کہا بعض لوگوں نے مجھے خبردار کیا تھا کہ میں اس وقت مشرق بعید کا دورہ نہ کروں لیکن میں نے ان لوگوں سے اتفاق نہیں کیا۔ مشرق بعید کے یہ ممالک امریکہ کی طرح آزاد ہیں۔ ان کے عوام کو نہ صرف بولنے بلکہ نکتہ چینی کرنے کا پورا حق حاصل ہے ہمیں توقع نہیں کرنی چاہیئے کہ ان ملکوں کے عوام ہر معاملے میں امریکہ سے اتفاق کریں گے میرے دورے کا مقصد یہ نہیں کہ جھگڑے میں کسی فریق کی طرف داری کی جائے۔ یا جھگڑے کو شہ دی جائے بلکہ دورے کا اصل مقصد یہ ہے کہ امریکہ اور ان ملکوں کے تعلقات مستحکم کئے جائیں۔

ملتان میں مکان گرنے سے تیس ۳۰ افراد ہلاک ہوگئے

ہلاک ہونیوالوں میں تیرہ ۱۳ بچے اور سترہ ۱۷ نوجوان لڑکیاں شامل ہیں

ملتان ۱۳ جون۔ یہ معمول رات ملتان میں سرکلر روڈ پر حرم گیٹ کے قریب ایک مکان گرنے سے تیس ۳۰ اشخاص ہلاک ہوگئے۔ ہلاک ہونے والوں میں تیرہ بچے اور سترہ نوجوان عورتیں شامل تھیں ملتان کی تاریخ میں مکان گرنے کا ایسا المناک واقعہ اس سے پہلے پیش نہیں آیا تھا۔

یہ سانحہ اس وقت پیش آیا جب مقامی ٹمبر مرچنٹ حاجی احمد دین کے مکان پر تقریباً پچاس عورتیں اور بچے حاجی صاحب کے ایک صاحبزادے کی شادی کی تقریب کے سلسلہ میں جمع تھے شادی کل صبح ہونے والی تھی۔ تین منزلہ عمارت کی بالائی منزل پر ایک کمرہ میں عورتیں اور بچے ڈھولک بجانے میں مصروف تھے۔ تقریباً گیارہ بجے اس کمرہ کی چھت اچانک بیٹھ گئی اور رقص وسرود کی یہ محفل چیخ وپکار کا دلگداز منظر پیش کرنے لگی۔ اوپر کی منزل کا کمرہ گرنے کے بعد چند سیکنڈ بعد مکان کی دوسری منزل بھی منہدم ہوگئی اور ۳۷ افراد ملبہ میں دب گئے۔ ان ۳۷ افراد میں تیرہ بچے بائیس عورتیں اور دو نوجوان لڑکے شامل تھے مکان گرنے کی اطلاع ملتے ہی حرم گیٹ کی پولیس موقع پر پہنچ گئی اور اس نے ملبہ ہٹانے کا کام شروع کر دیا۔ پولیس نے فائر بریگیڈ کے عملے اور محلہ داروں کی مدد سے ایک گھنٹہ کے اندر تمام لوگوں کو ملبہ سے نکال لیا اور انہیں نشتر میڈیکل ہسپتال لے جایا گیا وہاں پہنچنے تک تیس افراد جان بحق ہو گئے۔ ہلاک ہونے والوں میں ایک سال سے بارہ سال تک کی عمر کے تیرہ بچے اور سترہ نوجوان لڑکیاں اور عورتیں شامل تھیں ہسپتال کے ڈاکٹر عبد الرشید نے معائنہ کے بعد ان تیس ۳۰ بچوں اور عورتوں کی نعشیں ان کے رشتہ داروں کے حوالے کر دیں سات زخمیوں کو ہسپتال داخل کر لیا گیا ہے۔

لبنان کے عام انتخابات شروع ہو گئے

بیروت ۱۳ جون۔ کل لبنان کے عام انتخابات شروع ہو گئے۔ وزیر اعظم لبنان نے ایک بیان میں کہا کہ شمالی علاقے میں بعض ووٹروں کو مرعوب بلکہ پریشان کرنے کی ناجائز کوشش کی گئی ہے۔ اس علاقے میں تیس ۳۰ اشخاص اس الزام میں گرفتار بھی کئے جا چکے ہیں۔ جو بعض لوگوں کے ووٹ خریدنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وزیر اعظم نے ایسے لوگوں کو متنبہ کیا ہے اور کہا ہے کہ حکومت انتخابات میں بدعنوانی نہیں ہونے دے گی۔ اگر کسی شخص نے فتنہ وفساد برپا کرنے کی کوشش کی تو حکومت اسے معاف نہیں کرے گی۔

درخواست دعا

میری خالہ صالحہ بیگم اور وسیمہ بیگم نیز میرے ماموں ناصر احمد بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ نیز میرے بھائی نور الدین نعیم کی صحت بھی خراب رہتی ہے احباب جماعت سے ان سب کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(زبیر احمد خان ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴